فَسْـَٔلُوٓا أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

”تو پوچھ لیا کرو ان سے جو جانتے ہیں، اگر تم نہیں جانتے“ (ترجمہ شیخ الہند)

فتاویٰ یسئلونک

آپ کے مسائل کا شرعی حل

رئیس دارالافتاء حضرت مولانا مفتی احسان اللہ شائق صاحب

شمارہ 127 | جمعۃ المبارک 11 محرم الحرام 1443ھ 20 اگست 2021ء

اس شمارے میں شامل فتاویٰ جات

- پنج وقتہ نمازوں کی وجہ فرضیت
- نماز پڑھنے پر عار دلانے کا دور
- آنکھ میں دوا ڈالنے سے روزے کے فساد پر ایک عالم دین کا فتویٰ
- بغیر محرم کے سفر کرنا

سوال ارسال کرنے کے طریقے

- سوالات تحریری صورت میں متعین سوالنامے پر بالمشافہہ جمع کروائیں۔
- ask@yasalunak.com
  پر برقی مراسلے (ای میل) کی صورت میں ارسال کریں۔
- www.yasalunak.com
  پر موجود سوالنامے کے ذریعے ارسال کریں۔
- 0333-9206874 پر مکمل نام کے ساتھ واٹس ایپ کریں۔

دارالافتاء فقہ اکیڈمی کراچی C-335، بلاک-1، گلستان جوہر، بالمقابل جامعہ کراچی، یونیورسٹی روڈ، کراچی، پاکستان۔

پنج وقتہ نمازوں کی وجہ فرضیت

سوال: پانچ وقت کی نمازیں جو مسلمانوں پر فرض ہیں، ان کی وجہ فرضیت کیا ہے؟ یعنی فجر کی نماز کیوں فرض ہوئی، ظہر کی نماز کیوں فرض ہوئی وغیرہ وغیرہ؟ اس کی وضاحت فرمادیں۔

جواب: اللہ تعالیٰ کے احکام میں سے ایک اہم حکم نماز ہے، یومیہ پانچ نمازیں مسلمانوں پر فرض ہیں۔ شریعت میں جس کام کے کرنے کا حکم دیا جائے یا جس سے روکا جائے اگر اس کی مکمل حقیقت اور وجہ سمجھ میں نہ آئے تو اسے امر تعبدی کہا جاتا ہے، نماز کا حکم بھی اسی قبیل سے ہے۔ یعنی اس کی وجہ فرضیت یا تعداد رکعات وغیرہ میں عقل کا کوئی دخل نہیں۔ چنانچہ امام شاطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ثبت في الأصول الشرعية أنه لا بد في كل عادي من شائبة التعبد، لأن ما لم يعقل معناه على التفصيل من المأمور به أو المنهي عنه؛ فهو المراد بالتعبدي، وما عقل معناه وعرفت مصلحته أو مفسدته فهو المراد بالعادي. فالطهارات والصلوات والصيام والحج كلها تعبدي، والبيع والنكاح والشراء والطلاق والإجارات والجنايات كلها عادي، لأن أحكامها معقولة المعنى. (الاعتصام للشاطبي، الباب السابع في الابتداع، فصل أفعال المكلفين التي تكون من قبيل العادات هل يدخل فيها البدع)

مرقاۃ شرح مشکاۃ میں ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (ولولا أني رأيت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقبلك ما قبلتك)، وفيه إشارة منه -رضي الله عنه- إلى أن هذا أمر تعبدي فنفعل، وعن علته لا نسأل. (مرقاة المفاتيح، كتاب المناسك، باب دخول مكة والطواف)

لیکن پھر بھی علماء امت نے لوگوں کے شبہات کے ازالے اور ان کے اطمینانِ خاطر کے لیے ان نمازوں کی فرضیت کی وجہ کو بھی بیان فرمایا ہے، تاکہ کسی قدر تشفی ہوجائے۔ البتہ یہ بھی یقینی نہیں، بلکہ علماء امت کو اپنے علم کے مطابق جو حکمت سمجھ میں آئی انہوں نے بیان فرمائی۔ چنانچہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب سورج زائل ہوتا ہے تو اس سے اپنی خوش حالی کے زوال کے مقدور ہونے پر استدلال کیا جاسکتا ہے، اس وجہ سے اس وقت ظہر کی نماز فرض فرمائی، جس کا وقت زوالِ آفتاب سے شروع ہوتا ہے، تاکہ جس کے قبضہ میں وہ زوال ہے اس کی قدرت کو یاد کر کے اس کی طرف توجہ کی جائے۔ اور اسی زوال کی ساعت کی نسبت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ”اس میں آسمان کے دروازے کھلتے ہیں، اس لیے میں پسند کرتا ہوں کہ اس وقت میرا کوئی عمل آسمان کی طرف صعود کرے“۔ اور پھر جب آفتاب کا نور کم ہوجاتا ہے اور اس پر نظر جم سکتی ہے اور صریح نظر آتا ہے کہ اب غروب نزدیک ہے، جس سے اپنے کمالات کے زوال کے احتمالِ قریب پر استدلال کیا جاسکتا ہے، اس کیفیت کے مقابلے میں عصر کی نماز فرض ہوئی، تاکہ اس زوال کے مالک کی طرف توجہ کرنا اس کی رحمت کے حصول کا ذریعہ ہو۔ اور پھر جب سورج غروب ہوجاتا ہے اور دن کی روشنی سے وابستہ تمام امیدیں ختم ہوجاتی ہیں تو اس حالت میں مغرب کی نماز فرض ہوئی تاکہ طولِ امل کا معالجہ ہو۔ اور جب رات پڑجاتی ہے، اندھیرا چھا جاتا ہے تو چونکہ رات اور تاریکیوں کو مصائب کے ساتھ قدرتی مناسبت ہے تو اس وجہ سے اس وقت نمازِ عشاء فرض ہوئی تاکہ اس طاعت کی برکت سے بلیات سے حفاظت ہو۔ اور جب ایک مدت تاریکی میں گزر جاتی ہے تو خدا کا رحم جوش مارتا ہے، اور رات کی تاریکی سے نجات ملتی ہے، اور صبح نکلتی ہے اور پھر دن کی روشنی اپنی چمک کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے تو اس روشنی کے آنے سے پہلے ہی نورانی حالت میں فجر کی نماز فرض فرمائی تاکہ آنے والا دن خیر و برکت کے ساتھ آئے۔ (ملخص از احکام اسلام عقل کی نظر میں، حصہ اول، باب المیاہ)

نماز پڑھنے پر عار دلانے کا دور

سوال: ایک پوسٹ موصول ہوئی جس پر عنوان درج تھا: ”نماز پڑھنے پر عار دلانے کا دور“، اس عنوان کے تحت طبرانی اور کنز العمال کی روایت ذکر کی گئی تھی، جس کا ترجمہ یہ ہے:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک زمانہ آئے گا کہ آدمی اپنے بھائی اور باپ سے قطع تعلق کرے گا اور ان لوگوں میں سے بعض کے دلوں میں فتنہ قیامت تک کے لیے گھر کر جائے گا،

یہاں تک کہ آدمی کو نماز پڑھنے پر ایسی عار دلائی جائے گی جیسے زانیہ کو زنا پر عار دلائی جاتی ہے۔

مذکورہ بالا روایت کی تشریح بیان فرمادیں۔

جواب: یہ روایت کنزالعمال میں ان الفاظ کے ساتھ نقل کی گئی ہے:

ستکون فتن یفارق الرجل فیها أخاه وأباه، تطیر الفتنة فی قلوب الرجال منهم إلی یوم القیامة حتی یعیر الرجل فیها بصلاته کما تعیر الزانیة بزناها. (کنز العمال، کتاب الفتن والاهواء والاختلاف)

شیخ متقی الہندی نے کنزالعمال میں اگرچہ طبرانی اور نعیم بن حماد کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے، لیکن ان دونوں حضرات کی روایت میں صلاۃ کا لفظ نہیں پایا جاتا۔ چنانچہ الفتن لنعیم بن حماد کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «سَتَكُونُ فِتَنٌ فِي أُمَّتِي حَتَّى يُفَارِقَ الرَّجُلُ فِيهَا أَبَاهُ وَأَخَاهُ، حَتَّى يُعَيَّرَ الرَّجُلُ بِبَلَائِهِ كَمَا تُعَيَّرُ الزَّانِيَةُ بِزِنَاهَا». (الفتن لنعیم بن حماد، ما کان من رسول الله صلی الله علیه وسلم من التقدم ومن أصحابه بعده فی الفتن التی هی کائنة)

اور المعجم الکبیر للطبرانی کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «سَتَكُونُ فِتْنَةٌ يُفَارِقُ الرَّجُلُ فِيهَا أَخَاهُ وَأَبَاهُ، تَطِيرُ الْفِتْنَةُ فِي قُلُوبِ رِجَالٍ مِنْهُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، حَتَّى يُعَيَّرَ الرَّجُلُ بِهَا، كَمَا تُعَيَّرُ الزَّانِيَةُ بِزِنَاهَا». (المعجم الکبیر للطبرانی، باب العین، أبو قبیل، عن عبد الله بن عمرو)

نعیم بن حماد کی روایت میں "يُعَيَّرَ الرَّجُلُ بِبَلَائِهِ" کے الفاظ ہیں، اور طبرانی کی روایت میں "يُعَيَّرَ الرَّجُلُ بِهَا" کے الفاظ ہیں۔ مجمع الزوائد میں علامہ ہیثمی نے بھی انہیں الفاظ کے ساتھ طبرانی کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ: «سَتَكُونُ فِتْنَةٌ يُفَارِقُ الرَّجُلُ فِيهَا أَخَاهُ وَأَبَاهُ، تَطِيرُ الْفِتْنَةُ فِي قُلُوبِ رِجَالٍ مِنْهُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُعَيَّرَ الرَّجُلُ بِهَا كَمَا تُعَيَّرُ الزَّانِيَةُ بِزِنَاهَا». (مجمع الزوائد، کتاب الفتن، باب ما یکون فیه من الفتن)

دونوں روایتوں کے الفاظ سے یہ مفہوم حاصل ہوتا ہے کہ آزمائش میں مبتلا ہونے پر آدمی کو عار دلائی جائے گی۔ نہ یہ کہ نماز پڑھنے پر کسی کو عار دلائی جائے گی۔ لہٰذا جب کنزالعمال کی روایت کے اصل مآخذ میں "بصلاته" کے الفاظ موجود نہیں ہیں تو ممکن ہے کہ یہ نسّاخ سے سہواً درج ہوگیا ہو۔ اس لیے اصل مآخذ میں جن الفاظ کا بیان ہے انہی کا اعتبار کیا جائے گا، نہ کہ کنزالعمال میں موجود الفاظ کا۔

اس حدیث شریف میں قربِ قیامت کے احوال کا ذکر ہے کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ اگر کوئی شخص کسی آزمائش میں مبتلا ہوگا تو اسے تسلی دینے کے بجائے اسے اس کی تکلیف، پریشانی اور آزمائش پر عار دلائی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ نماز پر عار دلانے کی روایت ثابت نہیں ہے۔

آنکھ میں دوا ڈالنے سے روزے کے فساد پر ایک عالمِ دین کا فتویٰ

سوال: ایک عالمِ دین کا کہنا ہے کہ آنکھوں میں دوا ڈالنے سے بہت سے مفتیانِ کرام کے نزدیک روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا اس مسئلے میں اختلاف پایا جاتا ہے؟ اس مسئلے میں ہماری رہنمائی فرمائیں؟

جواب: حضراتِ فقہاءِ کرام نے قرآن واحادیث کے تمام نصوص کو سامنے رکھ کر روزہ ٹوٹنے کا مدار دو چیزوں پر رکھا ہے:

۱۔ پہلی صورت افطار کی ہے، یعنی منہ سے کوئی چیز جان بوجھ کر یا غلطی سے کھالینا یا نگل لینا، خواہ وہ کیسی ہی چیز ہو، کھائی جاتی ہو یا نہیں، یا اسی طرح ارادۃً جماع کرنا۔

۲۔ دوسری صورت معنیٔ افطار کی ہے: یعنی جوفِ معدہ یا جوفِ دماغ تک پہنچنے والے طبعی راستوں کے ذریعہ طبعاً کھائی جانے والی چیزوں کا (جیسے کھانا، پھل وغیرہ) یا عرفاً کھائی جانے والی چیزوں (جیسے ٹوتھ پیسٹ، نشہ آور پان، تمباکو وغیرہ) کا جوف تک پہنچ جانا، یا جان بوجھ کر انزال کردینا۔

اور یہ بات واضح رہے کہ کان، ناک اور منہ کا تعلق معدہ سے یا دماغ سے ہے، کیوں کہ ان کے درمیان منفذ (راستہ) ہے، لیکن آنکھ سے معدہ یا دماغ تک کوئی منفذ یعنی براہِ راست راستہ نہیں، اس لیے آنکھ میں دوا ڈالنے سے یہ دوا براہِ راست جوف تک نہیں پہنچتی؛ بلکہ رگوں اور مسامات کے ذریعہ پہنچتی ہے۔ لہذا جب براہِ راست معدہ یا دماغ میں پہنچنے کی بات متحقق نہیں ہوئی، اس لئے روزے کے فساد کا حکم نہ لگے گا۔ صورتِ مسئولہ میں مذکورہ عالمِ دین کا یہ کہنا کہ آنکھوں میں دوا ڈالنے سے بہت سے مفتیانِ کرام کے نزدیک روزہ ٹوٹ جاتا ہے یہ بات درست نہیں۔ بلکہ روزہ کی حالت میں سرمہ لگانا یا آنکھ میں دوا ڈالنے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ اور اس مسئلے میں حضراتِ فقہاءِ کرام میں اختلاف نہیں پایا جاتا ہے۔

قد علمت أنه لا يثبت الفطر إلا بصورته أو معناه. وقد مر أن صورته الابتلاع. وذكر أن معناه وصول ما فيه صلاح البدن إلى الجوف (فتح القدير، ٣٤٢/٢)

ويظهر من ذلك أن مرادهم بما يتغذى به ما يكون فيه صلاح البدن بأن كان مما يؤكل عادة على قصد التغذى أو التداوى أو التلذذ... بخلاف ريق الحبيب لأنه يتلذذ به كما قاله في أواخر الكنز فصار ملحقا بما فيه صلاح البدن ومثله الحشيشة المسكرة ويؤيد ما قلنا أيضا ما في المحيط حيث ذكر أن الأصل أن الكفارة تجب متى أفطر بما يتغذى به لأنها للزجر وإنما يحتاج للزجر عما يؤكل عادة بخلاف غيره لأن الامتناع عنه ثابت طبيعة كشرب الخمر يجب فيه الحد لأنه محتاج إلى الزجر بخلاف شرب البول والدم ثم كل ما يؤكل عادة مقصودا أو تبعا لغيره فهو مما يتغذى به وأما غيره فملحق بما لا يتغذى به وإن كان في نفسه مغذيا والدواء ملحق بما يتغذى به لما فيه من صلاح البدن. (رد المحتار، ٤١٠/٢)

قلت: والفرق أن هناك إنزالا مع مباشرة بالفرج وهنا بدونها وعلى هذا فالأصل أن الجماع المفسد للصوم هو الجماع صورة وهو ظاهر، أو معنى فقط وهو الإنزال عن مباشرة بفرجه لا في فرج أو في فرج غير مشتهى عادة أو عن مباشرة بغير فرجه في محل مشتهى عادة ففي الإنزال بالكف أو بتفخيذ أو تبطين وجدت المباشرة بفرجه لا في فرج وكذا الإنزال بعمل المرأتين فإنها مباشرة فرج بفرج لا في فرج. وفي الإنزال بوطء ميتة أو بهيمة وجدت المباشرة بفرجه في فرج غير مشتهى عادة. وفي الإنزال بمس آدمي أو تقبيله وجدت المباشرة بغير فرجه في محل مشتهى. (رد المحتار، ٣٩٩/٢)

بغیر محرم کے سفر کرنا

سوال: میری بہو جس کی عمر ۲۶ سال ہے، ساتھ پانچ ماہ کا بچہ بھی ہے اسے اپنے شوہر (میرے بیٹے) کے پاس کینیڈا جانا ہے، اس حوالے سے رہنمائی فرمائیں کہ کیا وہ بغیر محرم کے ساتھ سفر کرسکتی ہے یا نہیں؟ یا کسی محرم کے ساتھ جانا ضروری ہے؟ کینیڈا کا سفر ۱۸ گھنٹے کا ہے؟ اس مسئلے میں ہماری رہنمائی فرمائیں۔

جواب: عورت کے لیے شوہر یا محرم کے بغیر مسافتِ سفر ۴۸ میل (سوا ستتر کلومیٹر) کے بقدر یا اس سے زیادہ دور کا تنہا سفر کرنا شرعاً جائز نہیں ہے، اس لیے مذکورہ صورت میں خاتون کے لیے محرم کے بغیر کینیڈا کا تنہا سفر کرنا جائز نہیں۔ شوہر کو چاہیے کہ پاکستان آکر اپنی بیوی بچوں کو ساتھ لے جائیں۔

عن أبي سعيد الخدري قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تسافر سفرا يكون ثلاثة أيام فصاعدا إلا ومعها أبوها أو أخوها أو زوجها أو ابنها أو ذو محرم منها (سنن الترمذي، ٤٧٢/٣)

(قوله في سفر) هو ثلاثة أيام ولياليها فيباح لها الخروج إلى ما دونه لحاجة بغير محرم بحر، وروي عن أبي حنيفة وأبي يوسف كراهة خروجها وحدها مسيرة يوم واحد، وينبغي أن يكون الفتوى عليه لفساد الزمان شرح اللباب ويؤيده حديث الصحيحين «لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تسافر مسيرة يوم وليلة إلا مع ذي محرم عليها» (رد المحتار، ٤٦٤/٢)

ختم شد